شذرات

۱۹۴۷ء تک ہم مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ اس سرزمین سے برطانوی تسلط کے منحوس سائے ہٹیں، اور برصغیر میں ہماری اپنی آزاد مملکت قائم ہو۔ خدا نے کیا، یہ ہوگیا۔ پاکستان کے قیام کے بعد اب ہمارے سامنے پہلے کی طرح صرف ایک مسئلہ نہیں ہے، بلکہ چند در چند مسائل ہیں، جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ بڑا، اہم اور ہماری فوری توجہ کا طالب ہے۔ سب سے مقدم مسئلہ تو پاکستان کے دفاع کا ہے، لیکن اِس زمانے میں دفاع کا تعلق ملک کے داخلی استحکام، اُس کی معاشی و صنعتی ترقی اور اہل ملک کے اتحاد و یگانگت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اس طرح دفاع اور داخلی استحکام دونوں مل کر آخر میں ایک ہی مسئلہ بن جاتے ہیں۔

پاکستان کی معاشی و صنعتی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے ہاں ہر نوع کی صنعتیں قائم ہوں اور ٹیکنیکل اور سائنسی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے۔ جب ایک ملک زرعی و دیہی معیشت سے صنعتی معیشت میں قدم رکھتا ہے تو اُس کی آبادی کثیر تعداد میں دیہات سے شہروں کا رُخ کرتی ہے، جہاں کہ کارخانے ہوتے ہیں۔ اس نقل آبادی سے معاشرے میں بڑا فتور پیدا ہوتا ہے اور وہ سب مفاسد پرورش پاتے ہیں جن کی خبریں آجکل عام طور سے اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں، اور ہمارے علماء کرام آئے دن جن کی اپنے وعظوں اور خطبوں میں نشان دہی فرماتے ہیں۔

بے شک کارخانے بڑی اچھی چیز ہیں اور آج کی دنیا میں ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ لیکن کارخانے جس معاشرتی زندگی کو جنم دیتے ہیں، اُس میں بڑی خرابیاں بھی ہوتی ہیں۔ ان خرابیوں کی لازماً اصلاح ہونی چاہیئے۔ اور عقل مند اور دُور اندیش لوگ جب کارخانے بناتے ہیں، تو اُن سے پیدا ہونے والی خرابیوں کی اصلاح کا بھی سوچتے ہیں۔

پاکستان کے داخلی استحکام کے لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ یہاں بڑی سرعت سے اور کثیر تعداد میں کارخانے لگیں۔ ہماری زرعی پیداوار بڑھے، اور ہم معاشی لحاظ سے خود کفیل ہوں،

وہاں یہ بھی لازمی ہے کہ جیسے پاکستان ایک سیاسی وجغرافیائی وحدت ہے، ویسے پاکستان کے سارے باشندوں میں بھی ایک بنیادی وحدت ہو اور اُن میں جذباتی ہم آہنگی پائی جائے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ مختلف علاقوں میں آباد ہیں۔ وہ مختلف زبانیں بولتے ہیں۔ سب کا مذہب بھی ایک نہیں۔ اور پھر جو ایک مذہب کے ہیں، ان کے بھی کئی فرقے ہیں اور اُن میں سے بعض فرقوں کے آپس میں بڑے تاریخی اختلافات ہیں اور بعض کے معمولی ـــ غرض جیسا کہ اوپر عرض ہوا ہے پاکستان کا دفاع بے شک مقدم ترین مسئلہ ہے لیکن اس کے لئے داخلی استحکام اولین شرط ہے اور داخلی استحکام کے لئے ضروری ہے کہ چھوٹے اور بڑے مذہبی اختلافات کے باوجود ہم میں ایک بنیادی وحدت ہو اور ہم سب جذباتی طور پر اپنے آپ کو ایک قوم محسوس کریں۔

یہ جو اوپر بیان ہُوا، ہمارے خیال میں اس سے کوئی شخص بھی اختلاف نہیں کرے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر اس مملکت کے دفاع کے لئے داخلی استحکام ضروری ہے، تو کیا اس وقت ہمارے ہاں مذہبی فرقوں کے درمیان جس وسیع پیمانے پر قلمی ولسانی معارکے ہو رہے ہیں، ان کی موجودگی اور انہیں اسی طرح جاری رہنے دینے سے پاکستان کا داخلی استحکام ہو سکے گا؟ ظاہر ہے نہیں، اور یقیناً نہیں۔ تو پھر اس صورت میں ہمارے اکثر علمائے کرام کا پاکستان کے دفاع کے بارے میں لمبی لمبی تقریریں کرنا، جہاد کے مسئلے مسائل بیان کرنا اور ساتھ ہی فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دینا اور مذہبی اختلافات کے ذریعہ قوم وملت میں افتراق وانتشار کے بیج بونا کہاں کی عقل مندی ہے۔ کیا پاکستان کا دفاع اس طرح ہو سکے گا اور اس اظہار رائے کی آزادی کے ہوتے ہوئے ہم ایک متحد، ترقی خواہ اور مضبوط قوم بن سکتے ہیں۔

پاکستان میں ہر مذہب کے لوگ ہیں، اور پاکستان کے دستور نے ہر شخص کو قانون کی حدود میں رہتے ہوئے مذہبی آزادی کی ضمانت دی ہے چنانچہ حکومت پاکستان دستور کی اس دفعہ کی پابند ہے۔ اور اس کا اعتراف دنیا میں ہر جگہ کیا جاتا ہے اب ہمارے اکثر دینی حلقے پاکستان کے دستور کی اس دفعہ اور حکومت پاکستان کی اس دفعہ کی پابندی پر ناراض ہیں۔ اور جب بھی انہیں موقع ملتا ہے وہ اس پر قلم اور زبان دونوں سے حکومت کو مطعون اور اس کے خلاف رائے عامہ کو مشتعل کرتے رہتے ہیں ـــ ہمارے یہ بزرگ یہ سمجھنے کی کبھی زحمت گوارا نہیں فرماتے کہ پاکستان کا ایک دستور ہے

اور حکومت اس دستور پر عمل کرنے پر مجبور ہے۔ پھر پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریاں ہیں اور اس زمانے میں ہر ملک عالمی رائے عامہ کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔ عقائد پر احتساب مسیحی دنیا کا خاصہ رہا ہے، مسلمانوں کے ہاں تو ضمیر کی آزادی ایک مسلّمہ قاعدہ ہے اور لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ اس کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

دوسرے مذاہب والوں کا تو مسئلہ الگ رہا، خود مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے بارے میں ہمارے اکثر علمائے کرام کا جو رویہ ہے کیا اسی پر قائم رہنے کے بعد اہل پاکستان میں بنیادی وحدت پیدا ہو سکتی ہے اور جب ہم دن رات ایک دوسرے کو گمراہ، غلط کار، بلکہ دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے رہیں گے، تو کیا ہم میں وہ جذباتی یگانگت و ہم آہنگی کارفرما ہو سکے گی، جو ایک ملک کے داخلی استحکام کے لئے لابدّ ہے۔ ہم سب پاکستانی ہیں پاکستان ہمارا وطن ہے، اس وطن کے کچھ حقوق اور ذمہ داریاں ہیں۔ اور ہم سب کو بلا تفریق مذہب ان حقوق اور ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے۔ ایک سے حقوق اور ایک سی ذمہ داریوں میں ملک کے ہر باشندے کا مساویانہ اشتراک قومی وحدت کی بنیاد ہوتی ہے۔ اور بدقسمتی سے ہماری موجودہ فرقہ وارانہ سرگرمیاں اسی کو کمزور کرنے کے لئے وقف ہو گئی ہیں۔ آخر اس صورت میں داخلی استحکام کیسے ہوگا اور اگر داخلی استحکام نہ ہوا، تو ہم بیرونی دشمنوں سے پاکستان کا دفاع کس طرح کر سکیں گے۔

ہم اپنے بزرگوں سے باادب التماس کریں گے کہ وہ وقت کی نزاکت کو سمجھیں، اور مذہبی فرقوں کے پرانے اور نئے اختلافات کو آراء و افکار ہی کا اختلاف رہنے دیں، اور انہیں جماعتی مخاصمت اور دھڑوں کی لڑائی کا ذریعہ نہ بنائیں۔ اس لڑائی سے عہد گزشتہ میں مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا، اور ان کی سلطنتیں تباہ و برباد ہوئیں، اُس کا کسے علم نہیں۔ ہمیں اپنی تاریخ کے ماضی سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

اس ضمن میں ہم یہ بھی کہیں گے کہ اگر خود ہمارے ان بزرگوں نے کوئی ایسی راہ نہ نکالی کہ موجودہ فرقہ وارانہ کشمکش ختم ہو جائے، اور مختلف مذہبی فرقے آپس میں رواداری برتنے لگیں تو پھر حکومت کو اس بارے میں ضروری اقدام کرنا ہوگا اور وہ اس لئے کہ بہر حال کوئی حکومت بھی ملک کے داخلی استحکام کے تقاضوں کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ اور اس وقت ہماری اکثر مذہبی جماعتوں کی سرگرمیاں اس کی نقیض ثابت ہو رہی ہیں۔